تزک بابری

از

(جناب محمد رحیم صاحب دہلوی)

(۴)

انعام واکرام کی بارش اندجان کی حکومت اور سلطنت کی وزارت پر حسن یعقوب کو مقرر کیا۔

اوش کا صوبہ دار قاسم قوچین کو بنایا۔

آخشی اور مرغینان پر اوزون حسن اور علی دوست طغائی متعین ہوئے۔

عمر شیخ مرزا کے اور امراء اور ملازمین کو ان کے لائق ملک، زمینیں، تنخواہیں، چراگاہیں اور مقامات عطا کئے۔

سلطان احمد مرزا کا انتقال سلطان احمد مرزا یہاں سے اپنے ملک کی طرف واپس چلا تو دو تین منزل کے بعد بیمار پڑ گیا۔ شدید بخار نے آگھیرا جب وہ اوراتیبہ کے قریب یاتسو[ع۱] کے مقام پر پہنچا تو وسط شوال سنہ ۸۹۹[ع۲] ہجری میں اس کا انتقال ہوگیا[ع۳]۔ اس وقت اس کی عمر چوالیس سال تھی۔

حسب نسب وہ سنہ ۸۵۵ھ[ع۴] میں پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں سلطان ابو سعید مرزا تخت نشین ہوئے تھے

سلطان ابو سعید مرزا کے تینوں بیٹوں میں سب سے بڑا یہی تھا۔

اس کی ماں اور وہ بوغا ترخان کی بیٹی اور درویش محمد ترخان کی بڑی بہن تھی۔ اور مرزا کے ہاں بادشاہ بیگم وہی تھی۔

ع۱ آکسو۔ آستو۔ دریائے آکسو یعنی سفید دریا بہت بڑا دریا ہے وہ اسفرہ کے کوہستان سے نکل کر خجند کے مغرب میں دریائے سیر میں جا ملتا ہے۔ ع۲ وسط جولائی سنہ ۱۴۹۴ء

ع۳ بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ وہ آرمینیا میں مرا تھا۔ یہ مقام بھی دریا کے کنارے پر واقع ہو۔

ع۴ مطابق ۱۴۵۱ء

وضع قطع | لمبا قد، سرخ رنگ، بھاری بدن اور داڑھی ایسی چگی کہ دونوں کلوں پر ایک بال بھی نہ تھا؛ بات چیت پُر لطف تھی۔ اس زمانے کی رسم کے مطابق چار پیچ وضع کی دستار باندھتا تھا۔ اور اس کا کنارہ بھوؤں پر رکھتا تھا۔

اخلاق و آداب | حنفی مذہب اور خوش اعتقاد تھا۔ جلسۂ شراب میں بھی نماز ترک نہ ہوتی تھی[1] وہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا مرید تھا۔ حضرت خواجہ اس کے مربی اور پشت و پناہ تھے وہ بہت مودب تھا حضرت خواجہ کے سامنے خاص طور پر ادب کا لحاظ رکھتا تھا۔

کہتے ہیں کہ خواجہ کی مجلس میں وہ جتنی دیر بیٹھتا ایک زانو سے دوسرا زانو نہ بدلتا تھا ایک دفعہ خلاف عادت جس زانو پر بیٹھا تھا بدلا۔ مرزا کے جانے کے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا۔ ذرا اس جگہ کو دیکھنا جہاں مرزا بیٹھا تھا۔ دیکھا تو وہاں ایک ہڈی تھی۔

قول و فعل | مرزا لکھا پڑھا کچھ نہ تھا۔ اگرچہ شہر میں پرورش پائی مگر سادہ مزاج ترک تھا۔ شاعر بھی نہ تھا۔ قول اور عہد کا ایسا سچا اور پکا تھا۔ کہ جو کہتا اُسے پورا کرتا۔

وہ شجاع بھی تھا مگر ایسا کبھی نہ ہوا کہ کوئی نمایاں کام اس کے ہاتھوں ہوا ہو۔ لیکن کہتے ہیں کہ بعض معرکوں میں اس نے منہ نہیں پھیرا۔

سیر و شکار | وہ اچھا تیر انداز تھا اور ایسا تیر مارتا تھا کہ اکثر سوار ہو کر میدان کے اس سرے سے اُس سرے تک پہنچنے میں اپنے تیر اور گز سے نشانے گاہ کی مخصوص حد میں رکھے ہوئے برتن کو اڑا دیتا تھا[2]۔

اس کے بعد جب وہ بہت موٹا ہو گیا تو شکار کو شکاری جانوروں سے پکڑواتا تھا۔ اس کے جانوروں سے شکار کم بچتا تھا۔ جُرّے اور باز وغیرہ کے شکار کا بہت شوق تھا۔ جُرّے اور باز سے بہت شکار کھیلتا تھا اور خوب کھیلتا تھا۔

سلطان الغ بیگ مرزا[3] کے بعد اس جیسا ماہر شکاری کوئی دوسرا بادشاہ نہیں ہوا۔

---

[1] ایک نسخہ میں ہے کہ "اس کی کوئی نماز ترک نہ ہوتی تھی"۔ [2] ترکوں کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے اور تیر مارتے ہوئے مخصوص حد کو پار کر جاتے تھے۔ [3] سلطان الغ بیگ مرزا، سلطان شاہرخ مرزا کا بڑا بیٹا اور

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

شرم وحیا | وہ انتہا درجہ کا شرمیلا بھی تھا۔ کہتے ہیں کہ تنہائی میں بھی اپنے محرموں اور مصاحبوں تک کے سامنے پاؤں تک ڈھکے رکھتا تھا۔

شراب وکباب | جب کبھی شراب پینے کی دھت لگتی تو مہینہ مہینہ بیس بیس دن تک پیتے چلا جاتا۔ چھوڑتا تو مہینہ مہینہ بیس بیس دن تک آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات دن ایک نشست میں بیٹھا شراب پیا کرتا۔ جب شراب چھوڑتا تو نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا۔ اس کی طبیعت سرد ہو جاتی تھی۔

کم سخن اور بہادر آدمی تھا۔ اپنے اُمرار کی مُٹھی میں تھا۔

چار لڑائیاں | وہ چار لڑائیاں لڑا۔ ایک دفعہ رامین[1] کے نواح میں آقا رتوز[2] کے مقام پر نعمت ارغون کے چھوٹے بھائی شیخ جمال ارغون سے لڑا۔ اور غالب ہوا۔

دوسری دفعہ عمر شیخ مرزا سے خواص[3] کے مقام پر معرکہ ہوا اور فتح پائی۔

تیسری دفعہ تاشقند[4] کے قریب دریائے چرچق کے کنارے سلطان محمود خاں سے آمنا سامنا ہوا۔ آپس میں لڑائی نہ ہوئی۔ صرف چند مغل لٹیروں نے لشکر کے پیچھے سے آکر ہاتھ ہی ڈالا تھا کہ اتنا بڑا لشکر بے لڑے بھڑے اور مقابلہ کئے ایسا بھاگا کہ کسی نے کسی سے آنکھ نہ ملائی اور بہت سے سپاہی دریا میں ڈوب گئے۔

چوتھی دفعہ حیدر کوکلتاش پر یار ایلاق کے میدان میں فتح پائی۔

زیر تحت ممالک | سمرقند اور بخارا اس کے باپ نے دئے تھے۔ وہ اس کے پاس تھے۔

عبدالقدوس نے جب شیخ جمال کو قتل کیا تو تاشقند۔ شاہرخیہ اور سیرام لے لیا تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تیمور کا پوتا تھا۔ وہ سمرقند کا بادشاہ تھا۔ نہایت عالم، فاضل، اور علم ہندسہ کا ماہر کامل تھا۔ اس کے زمانے میں زیچ تیار ہوئی تھی اسے الغ بیگی زیچ کہتے ہیں ۸۱۲ھ میں اس کے باپ نے اس کو ماوراء النہر کا حاکم بنا دیا تھا۔ ۸۵۰ھ میں باپ کے انتقال کے بعد مستقل بادشاہ ہوا۔ [1] رامن یا زامن، اوراتیبہ کے ضلع میں واقع تھا۔ [2] وہ میدان جس میں دریا بہتا ہے۔ [3] خواص، اوراتیبہ اور تاشقند کے بیچ میں ہے۔ [4] تاشقند، شاہرخیہ اور سیرام کے بیچ میں ہے۔

آخر میں تاشقند اور سیرام اپنے چھوٹے بھائی عمر شیخ مرزا کو دے دیئے تھے۔
کچھ دن خجند اور اورا تیبہ بھی مرزا کے قبضہ میں رہے ہیں۔

مرزا کی اولاد مرزا کے ہاں دو بیٹے ہوئے جو بچپن ہی میں مر گئے۔ پانچ بیٹیاں تھیں۔

رابعہ سلطان بیگم چار لڑکیاں قتق بیگم[1] سے ہوئیں۔ جن میں سب سے بڑی رابعہ بیگم تھی۔ جس کو قرا کوزبیگم بھی کہتے تھے۔ اس کا بیاہ اپنی زندگی میں سلطان محمود خاں سے کر دیا تھا۔ خان سے اس کے ہاں ایک لڑکا ہوا۔ اس کا نام بابا خان تھا۔ وہ بچہ نہایت ہونہار اور خوبصورت تھا۔ ازبکوں نے جب خان کو خجند میں شہید کیا۔ تو اس بچے کو اور بچوں سمیت مار ڈالا۔

سلطان محمود خاں کے بعد جانی بیگ نے رابعہ سلطان بیگم سے نکاح کر لیا۔

صالحہ سلطان بیگم دوسری بیٹی صالحہ سلطان بیگم عرف آق بیگم[2] تھی۔ سلطان احمد مرزا کے بعد سلطان محمود مرزا نے اس لڑکی کی شادی اپنے بیٹے سلطان مسعود مرزا کے ساتھ بڑی دھوم سے کی۔

آخر میں وہ شاہ بیگم اور مہر نگار خانم کے ساتھ کاشغر میں گرفتار ہو گئی۔

عائشہ سلطان بیگم تیسری بیٹی عائشہ سلطان بیگم تھی۔ میں پانچ برس کی عمر میں سمرقند گیا تھا۔ وہاں اس سے مری منگنی ہو گئی۔ اس کے بعد جب لڑائی جھگڑوں کے زمانے میں وہ خجند آئی تو میں نے اس سے شادی کر لی۔

میں نے جب دوسری بار سمرقند فتح کیا تو اس کے ہاں لڑکی ہوئی۔ مگر چند دن بعد مر گئی۔
تاشقند کی ویرانی سے پہلے وہ اپنی بڑی بہن کے بہکانے سے مجھ سے الگ ہو گئی۔

سلطانم بیگم مرزا کی چوتھی لڑکی سلطانم بیگم تھی۔ اس کی شادی پہلے علی مرزا سے ہوئی۔ پھر علی مرزا کے بعد تیمور سلطان سے اس کا نکاح ہوا۔ تیمور سلطان کے بعد مہدی سلطان نے اس سے نکاح کر لیا۔

معصومہ سلطان بیگم مرزا کی سب سے چھوٹی اور پانچویں بیٹی معصومہ بیگم تھی۔

اس کی ماں حبیبہ سلطان بیگم قوم ارغون میں سے سلطان ارغون کی بھتیجی تھی۔

---

[1] قتق بیگم - قتلق بیگم [2] یعنی حسینہ بیگم

میں جس زمانے میں خراسان گیا۔ تو وہاں اس سے ملا۔ اور وہ پسند آئی۔ میں نے شادی کا پیغام دیا۔ اور پھر کابل لاکر اس سے نکاح کر لیا۔

اس کے ہاں ایک لڑکی ہوئی۔ زچگی میں اُس کا انتقال ہوا۔ اس لڑکی ہی سے اس کا نام چلا۔

مہر نگار خانم | مرزا کی بیویوں میں سے پہلی بیوی مہر نگار خانم، یونس خاں کی بیٹی تھیں۔ وہ مری والدہ کی سگی بہن تھیں۔

ترخانان بیگم | دوسری بیوی ترخانوں[1] میں سے تھی۔ اس کا نام ترخانان بیگم تھا۔

قتلق بیگم | تیسری بیوی قتلق بیگم ان ہی ترخانان بیگم کی دودھ شریک بہن تھی۔ سلطان احمد مرزا نے اس پر عاشق ہو کر گھر میں ڈال لیا۔ مرزا کو اس سے بڑی محبت تھی۔ اور وہ ان پر بہت حاوی تھی۔ شراب بھی پیتی تھی اس کی زندگی میں مرزا نے کسی دوسری عورت کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

آخر میں مرزا نے اس کو قتل کر ڈالا اور بدنامی سے چھٹکارا پایا۔

خان زادہ بیگم | چوتھی بیوی خان زادہ بیگم ترمذ کے خان زادوں میں سے تھی۔ میں جس زمانہ میں پانچ برس کا تھا۔ اور سلطان احمد مرزا کے پاس سمرقند گیا۔ اس زمانے میں مرزا نے اس سے شادی کی۔ ترکوں کے رواج کے مطابق اس کا گھونگھٹ نہ اٹھا تھا۔ مرزا نے مجھ سے کہا تم گھونگھٹ[2] اٹھا دو۔

لطیف بیگم | پانچویں بیوی لطیف بیگم تھی۔ وہ احمد جاجی[3] بیگ کی نواسی تھی۔

مرزا کے مرنے کے بعد اس نے حمزہ سلطان سے نکاح کر لیا۔ حمزہ سلطان کے ہاں اس سے

---

[1] قدیم زمانے میں مغلوں اور ترکوں کی سرکار میں "ترخان" ایک بہت اونچے درجہ کا عہدہ تھا۔ ترخان سے کوئی خدمت نہیں لی جاتی تھی۔ لوٹ مار میں اس کو اتنی چھوٹ تھی کہ اس کی لوٹ میں سے شاہی حصہ تک نہ لیا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے حضور میں بغیر اطلاع کے جا سکتا تھا۔ اور جو چاہے بے جھجک عرض کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ نو خون اس کو معاف تھے۔ بلکہ اس سے بڑے بھی کوئی جرم ہوں تو نو دفعہ معاف ہو جاتے تھے۔ بابر کے زمانے میں "ترخان" ایک خاندان بن گیا تھا۔ [2] گھونگھٹ اُٹھانا، ترکوں میں پرانی رسم تھی۔ دلہن کے چہرے پر شادی کے بعد عرصہ تک گھونگھٹ پڑا رہتا تھا پھر کسی بچہ سے گھونگھٹ اٹھوایا جاتا تھا۔ اور بچے کے متعلق یہ یقین کیا جاتا تھا کہ اس کی شادی جلدی ہوگی [3] احمد جان بیگ

تین بچے ہوئے

میں نے جب تیمور سلطان اور حمزہ سلطان کو ہرا کر حصار چھینا۔ تو وہ اور سلطان زادے گرفتار ہوئے۔ میں نے سب کو چھوڑ دیا۔

جبیبہ سلطان بیگم | چھٹی بیوی جبیبہ سلطان بیگم تھی۔

وہ سلطان ارغون کی بھتیجی تھی۔

امراء | ان کے امراء میں سے ایک:۔

جانی بیگ دولدائی | جانی بیگ دولدائی تھا۔ وہ سلطان ملک کاشغری کا چھوٹا بھائی تھا۔

سلطان ابو سعید مرزا نے سمرقند کی حکومت کے ساتھ ساتھ اس کو سلطان احمد مرزا کی سرکار کا مختار بھی بنایا۔

اس کے اخلاق اور اطوار عجیب تھے۔ لوگ اس کی عجیب عجیب نقلیں بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ:۔

جس زمانے میں وہ سمرقند کا حاکم تھا۔ ازبک کا ایک ایلچی آیا۔ وہ ازبکوں میں پہلوان مشہور تھا۔ ازبک طاقت ور اور پہلوان کو بوغا کہتے ہیں۔

جانی بیگ نے اس سے پوچھا کیا تجھے بوغا کہتے ہیں؟ بوغا ہے تو آئیں تجھ سے ایک نبرد کروں۔ ایلچی نے ہر چند عذر کیا۔ مگر جانی بیگ لپٹ ہی گیا اور اس کو دے مارا۔

جانی بیگ بہادر آدمی تھا۔

احمد حاجی بیگ | احمد حاجی بیگ، ملک کاشغری کا بیٹا تھا۔ سلطان ابو سعید مرزا نے کئی دفعہ اسے ہری کا حاکم بنایا[1]۔ اور اس کے چچا جانی بیگ کے مرنے کے بعد اس کو جانی بیگ کی جگہ سمرقند کا حاکم مقرر کیا۔

---

[1] مسٹر جان لیڈی نے اپنے ترجمہ میں لکھا ہے کہ "سلطان ابو سعید مرزا نے اس کو سمرقند کی حکومت دی جہاں وہ کئی برس تک حاکم رہا۔

وہ خوش فکر اور بہادر آدمی تھا۔ وفائی اس کا تخلص تھا۔ اور وہ صاحب دیوان تھا شعر اچھے کہتا تھا۔ اس کا شعر ہے :۔

مستم اے محتسب امروز من دست بدار　　احتسابم بکن آں روز کہ یابی ہشیار

احمد حاجی بیگ جس زمانے میں ہری سے سمرقند آیا۔ تو میر علی شیر نوائی اس کے ساتھ تھا۔ پھر جب سلطان حسین مرزا ہری کا بادشاہ ہوا تو علی شیر ہری آگیا۔ اور وہاں اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوا۔

احمد حاجی بیگ کے پاس گول بدن کے بہت چالاک[1] گھوڑے تھے اور وہ اچھا سوار تھا اس کے اکثر گھوڑے اسی کے سدھائے ہوئے تھے۔

وہ اگرچہ بہادر آدمی تھا لیکن جتنا وہ بہادر تھا۔ اتنا اس کا عروج نہیں ہوا۔

وہ لاپرواہ آدمی تھا۔ اس کے سب کام نوکروں چاکروں کے ہاتھ میں تھے۔

جب بخارا میں، بائستغر مرزا اور سلطان علی مرزا میں لڑائی ہوئی۔ اور بائستغر مرزا کو شکست ہوئی۔ تو احمد حاجی بیگ پکڑا گیا اور درویش محمد ترخان کے قتل کی تہمت میں بے عزتی کے ساتھ قتل کیا گیا۔

درویش محمد ترخان | ایک امیر درویش محمد ترخان تھا۔ وہ اور دابو غاتر خان کا بیٹا اور سلطان احمد مرزا اور سلطان محمود مرزا کا سگا ماموں تھا۔ وہ سب امیروں میں ممتاز تھا اور مرزا کو اس پر بہت اعتماد تھا۔ فقیر صفت اور دیندار آدمی تھا۔ ہمیشہ قرآن شریف لکھا کرتا تھا۔ شطرنج بہت کھیلتا اور اچھی کھیلتا تھا۔ شکاری جانور پالنے کی بڑی مہارت تھی۔ اور جانور کو شکار پر خوب پھینکتا تھا۔

سلطان علی مرزا اور بائستغر مرزا کی لڑائی میں یہ صاحب اقتدار تھا۔ بدنامی کے ساتھ مارا گیا۔

عبد العلی ترخان | ایک امیر عبد العلی ترخان تھا۔

---

[1] تپ چاق، گھوڑوں کی ایک قسم کا نام ہے۔ یہ بہت چالاک اور گول بدن کا گھوڑا ہوتا ہے۔ اور اس کو ایک طرح کا خاص قدم سکھایا جاتا ہے۔ احمد حاجی بیگ کے پاس اسی قسم کے گھوڑے تھے۔

وہ درویش محمد خاں ترخان کا قریبی رشتہ دار تھا۔ درویش محمد خاں کی چھوٹی بہن اس سے منسوب تھی۔ جو باقی ترخان کی ماں تھی۔

درویش محمد ترخان اگرچہ خاندانی رتبے کے ساتھ ساتھ رتبے اور امارت وغیرہ میں بھی اس سے بہت اونچا تھا۔ مگر یہ فرعون بے سامان اس کی کچھ اصل نہ سمجھتا تھا۔

وہ اکثر بخارا کا حاکم رہا ہے۔ اس کے ملازمین کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ وہ اپنے نوکروں کو زرق برق اور شان سے رکھتا تھا۔ اس کی واقفیت، تدبر، عدالت، دربار، جلوس مجلس اور دعوتیں بالکل شاہانہ تھیں۔

وہ ظالم، فاسق اور مغرور آدمی تھا۔

شیبانی خاں اگرچہ اس کا نوکر نہ تھا۔ مگر مدتوں اس کی خدمت میں رہا۔ اکثر چھوٹے چھوٹے سلاطین اس کے ہاں ملازم تھے۔ سچ یہ ہے کہ عبد العلی ترخان ہی کے سبب شیبانی خاں نے اتنی ترقی کی اور تمام خاندانوں کی بربادی کا باعث بنا۔

سید یوسف اوغلاقچی | ایک امیر سید یوسف اوغلاقچی تھا۔ اس کا دادا مغلستان سے آیا تھا۔

الغ بیگ مرزا نے اس کے باپ کے ساتھ بہت کچھ سلوک کئے۔ وہ بہت مدبر اور بہادر آدمی تھا۔ باجہ[1] خوب بجاتا تھا۔ جب میں پہلے پہل کابل آیا۔ تو وہ میرے ساتھ تھا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ بہت اچھے سلوک کئے وہ اسی لایق تھا۔

میں نے جب پہلے پہل ہندوستان پر فوج کشی کی۔ تو سید یوسف ہی کو کابل میں چھوڑا۔ وہیں اس کا انتقال ہوا۔

درویش بیگ | ایک امیر، درویش بیگ تھا۔ وہ ایکو تیمور کی نسل میں سے تھا۔ (ایکو تیمور بیگ امیر تیمور کے بنائے ہوئے امیروں میں سے تھا)

وہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا مرید تھا۔ علم موسیقی سے واقف تھا۔ ساز بجاتا تھا۔ شاعر بھی

---

[1] قبوز۔ باجے کی ایک قسم۔ لیکن ایک نسخہ میں قبوز کی بجائے تنبورہ لکھا ہے۔

تھا۔ جب سلطان احمد مرزا نے دریائے چرچق کے کنارے شکست کھائی تو یہ وہیں دریا میں غرق ہوا۔

محمد مزید ترخان | ایک امیر محمد مزید ترخان تھا۔ وہ درویش محمد ترخان کا سگا چھوٹا بھائی تھا۔ وہ کئی سال تک ترکستان کا حاکم رہا۔ شیبانی خاں نے ترکستان اسی سے چھینا۔ وہ مدبر اور باتدبیر تھا۔ مگر بے باک اور فاسق تھا۔

میں نے دوسری اور تیسری دفعہ سمرقند فتح کیا تو وہ میرے پاس آگیا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ بہت سلوک کیا۔ وہ ملک کول کی لڑائی میں مارا گیا۔

باقی ترخان | باقی ترخان، عبد العلی ترخان کا بیٹا اور سلطان احمد مرزا کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔ اس کے باپ کے بعد اسی کو بخارا کا حاکم بنایا گیا۔ سلطان علی مرزا کے زمانے میں اُسے بہت عروج ہوا۔ پانچ چھ ہزار آدمی اس کے ملازم ہو گئے۔

وہ سلطان علی مرزا کا کچھ ایسا تابعدار نہ تھا۔ اس نے قلعہ دبوسی پر شیبانی خاں سے لڑ کر شکست کھائی۔ اسی شکست کے سبب شیبانی خاں نے بخارا پر قبضہ کر لیا۔

باقی ترخان کو شکاری جانوروں کا بہت شوق تھا۔ کہتے ہیں کہ سات سو[1] شکاری جانور اس کے ہاں پلے ہوئے تھے اس کے اخلاق و اطوار ایسے تھے جو بیان نہیں ہو سکتے۔ اس نے خاندانی وجاہت اور مال و دولت کے سبب ممتاز درجہ حاصل کیا۔ اس کے باپ نے شیبانی خاں کے ساتھ بہت اچھے سلوک کئے تھے۔ اس لئے وہ شیبانی خاں کے پاس چلا گیا۔ مگر اس ناحق شناس اور بے مروت نے ان نیکیوں کے بدلے ذرا بھی شفقت اور رعایت نہ کی۔ آخر اس کی بری حالت ہوئی اور وہ آخر میں ذلت کے ساتھ مرا۔

سلطان حسین ارغون | ایک امیر، سلطان حسین ارغون تھا۔ مدت دراز تک قراکول کی حکومت اس کے سپرد رہی۔ اس لئے وہ سلطان حسین قراکولی مشہور ہو گیا۔

وہ بڑا صاحب الرائے اور عقلمند تھا۔ بہت دن تک میرے پاس بھی رہا۔

---

[1] آٹھ سو

قل محمد قوچین | قل محمد قوچین بھی ایک امیر تھا۔ وہ بہادر آدمی تھا۔

عبد الکریم | عبد الکریم اشرب ایغور[1] ایک امیر تھا۔ وہ سلطان احمد مرزا کے ہاں دیوان خانے کا داروغہ تھا۔ اور فیاض اور بہادر آدمی تھا۔

محمود مرزا کو بلاوا | سلطان احمد مرزا کے انتقال کے بعد امراء نے متفق ہو کر ایک پیغام پر پہاڑی راستے سے محمود مرزا کے پاس بھیجا۔ اور مرزا کو بلوایا۔

ملک محمد مرزا کا سمرقند پر دھاوا | ادھر ملک محمد مرزا (منوچہر مرزا کا بیٹا جو سلطان ابو سعید مرزا کا بڑا بھائی تھا) سلطنت کے خیال سے چند بد معاشوں کے ساتھ سمرقند آ گیا۔ مگر کچھ نہ بنا سکا۔ بلکہ اپنے ساتھ چند اور بے گناہوں کے قتل کا باعث بنا۔

محمود مرزا سمرقند کے تخت پر | سلطان محمود مرزا یہ خبر سنتے ہی سمرقند چلا آیا۔ اور بے کھٹکے تخت پر بیٹھ گیا۔

لیکن سلطان محمود مرزا کی نالائقی اور بری حرکتوں کے سبب تمام فوج اور رعیت کو اس سے نفرت ہو گئی اور وہ کنارہ کرنے لگی۔

ملک محمد مرزا کا قتل | ایک حرکت تو یہ کی کہ ملک محمد مرزا کو چار اور مرزاوں کے ساتھ گوگ سرائے بھیج دیا۔ حالانکہ ملک محمد مرزا اس کے چچا کا بیٹا تھا۔ اور اس کا داماد بھی تھا۔ ان میں سے دو کو زندہ رہنے دیا اور ملک محمد مرزا کو دوسرے ایک مرزا کے ساتھ قتل کروا دیا۔ ملک محمد مرزا اگرچہ کسی قدر مجرم تھا۔ اور مرزا بے گناہ تھے۔

بیوی چھین لی | دوسری حرکت یہ تھی کہ جیسا وہ خود ظالم اور فاسق تھا۔ ویسے ہی اس کے سب کے سب امراء اور نوکر ظالم اور فاسق تھے۔ حصار کے لوگ اور خاص طور پر خسرو شاہ کے متعلقین ہمیشہ شراب خوری اور بدکاری میں مبتلا رہتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ خسرو شاہ کے ایک نوکر نے کسی شریف آدمی کی بیوی چھین لی۔ اس مظلوم نے خسرو شاہ سے فریاد کی تو خسرو شاہ بولا۔ اتنی مدت تیرے پاس رہی۔ اب کچھ

---

[1] ایغور۔ یوغور۔ اوغور۔ تاتاریوں میں ایک مشہور فرقہ ہے۔ تاتاریوں کی سرکار میں ان ہی میں سے کارندے رکھے جاتے تھے ان کی تحریر اور خط کی شکل عجیب و غریب تھی۔ اس خط کو سلطان ایغور خاں نے ایجاد کیا تھا۔ اسی لئے اس کو خط ایغوری کہتے تھے۔

ذں اس کے پاس رہنے دے۔

محمود خاں کی انتظامی قابلیت | اس کا انتظام اور قاعدے قانون اچھے تھے۔ وہ مال کا کام بھی جانتا تھا۔ اور حساب وکتاب سے بھی واقف تھا لیکن اس کی طبیعت ظلم اور فسق وفجور کی طرف مائل تھی۔

سمرقند آتے ہی اس نے انتظام اور تحصیل کی اور ہی بنا ڈالی۔

فقرا اور مساکین پر ظلم وستم | وہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے متعلقین کے ساتھ ظلم اور سختی کرنے لگا۔ اس سے پہلے بہت سے فقرا اور مساکین ان کی حمایت اور سفارش سے بچ جاتے تھے۔ اب خود ان پر تکلیفیں گزرنے لگیں اور زیادتیاں ہونے لگیں۔

انتہائی کمینگی | عام رعایا، بازار کے دکاندار یہاں تک کہ ترک اور سپاہیوں کے بچوں کو پکڑ کر غلام اور معشوق بنانے کے لئے لے جاتے تھے۔ ڈر کے مارے لوگوں نے گھر سے نکلنا چھوڑ دیا۔

محمود مرزا کی حکومت سمرقند کا خاتمہ | سمرقند والے پچیس سال سے سلطان احمد مرزا کے لطف وکرم کے سبب آرام وآسائش کے ساتھ گذر بسر کر رہے تھے۔ اور ان کے اکثر معاملات حضرت خواجہ کے سبب شرع اور انصاف کے مطابق طے ہوتے تھے۔ اب وہ لوگ ان ظلموں اور بدکاریوں سے عاجز آگئے اور رنجیدہ ہوئے۔ شریف، کمین، فقیر اور مسکین برا بھلا کہنے لگے۔ اور بددعائیں دینے لگے۔

حذر کن ز دو درونہائے ریش   کہ ریش درون عاقبت سر کند
بہم بر مکن تا توانی دلے   کہ آہے جہانے بہم بر کند

آخر اس ظلم اور بدکاری کی وجہ سے سمرقند میں سلطان محمود مرزا کی حکومت پانچ چھ مہینے سے زیادہ نہ رہی۔

(باقی آئندہ)